از عدالتِ عظمیٰ

20اکتوبر1954

دی سٹیٹ آف پنجاب

بنام

موہر سنگھ

[مکیریا، ویوین بوس، اور جگند ھاداس جسٹس صاحبان]

جنرل کلاز ایکٹ(X، سال1897)، دفعہ 6 (e) (d) (c)

-قانون کی منسوخی

-منسوخی اور بیک وقت قانون سازی

-عارضی قانون وقت کے بہاؤ سے ختم ہو رہا ہے

-اس طرح کا قانون ختم ہونے سے پہلے ہی منسوخ کر دیا گیا، اس کا اثر

-مشرقی پنجاب پناہ گزین (زمین کے دعووں کی رجسٹریشن) آرڈیننس VII، سال 1948، دفعہ 7

-موجودہ قانون کے تحت ارتکاب شدہ جرم

-منسوخی کے بعد مقدمہ شروع ہوا

-جواز

-مشرقی پنجاب پناہ گزین (زمین کے دعووں کی رجسٹریشن) ایکٹ، 1948 (پنجاب ایکٹ XII، سال1948)، دفعہ 11

—'کچھ بھی کیا'، کا مطلب ہے۔

کسی قانون کی منسوخی کے نتائج سے متعلق جنرل کلاز ایکٹ 1897 (پنجاب جنرل کلاز ایکٹ 1898 کی دفعہ 4 کی طرح) کی دفعہ 6(c)(d)اور(e)توضیعات نہ صرف اس وقت لاگو ہوتی ہیں

جب کسی ایکٹ یا ضابطے کو منسوخ کر دیا جاتا ہے بلکہ منسوخ شدہ قانون کی تمام دفعات کو دوبارہ نافذ کرنے والے منسوخی اور بیک وقت قانون سازی کے معاملے پر بھی لاگو ہوتی ہیں۔

کسی قانون کی منسوخی پر ایکٹ کے دفعہ 6(c)(d) اور (e) میں مذکور نتائج اس وقت تک آتے ہیں جب تک کہ منسوخ کرنے والے قانون سے کوئی مختلف یا متضاد ارادہ ظاہر نہ ہو۔

مذکورہ بالا متضاد ارادے کا پتہ لگانے کے لیے نئے قانون توضیعات کو دیکھنا ہوگا تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ آیا منسوخ شدہ قانون کے تحت حقوق اور واجبات کو نئے قانون کے ذریعے ختم کر دیا گیا ہے یا نہیں۔ یہ پوچھنا ایک غلط طریقہ ہے کہ آیا نئے قانون نے اپنی توضیعات ذریعے منسوخ شدہ قانون کے تحت حقوق اور واجبات کو مثبت طور پر زندہ رکھا ہے۔ منسوخ شدہ قانون کے تحت حقوق اور واجبات کو محفوظ رکھنے والے نئے قانون میں بچت کی شق کی عدم موجودگی اس سوال پر نہ تو مادی ہے اور نہ ہی فیصلہ کن۔

جنرل کلاز ایکٹ 1897 کے دفعہ 6 کا کسی عارضی قانون پر کوئی اطلاق نہیں ہے جو خود بخود وقت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے لیکن یہ دفعہ اس صورت میں لاگو ہوگا جب عارضی قانون کو اس کی میعاد ختم ہونے سے پہلے ہی منسوخ کر دیا جائے۔ پنجاب آرڈیننس VII، سال 1948 ایک عارضی قانون تھا اور اسے اس کی میعاد ختم ہونے سے پہلے ہی منسوخ کر دیا گیا تھا، آرڈیننس کی دفعہ 7 کے تحت کیے گئے جرم کے لیے اس کی منسوخی سے پہلے مقدمہ منسوخ ہونے کے بعد بھی جائز طور پر شروع کیا جا سکتا تھا۔

پنجاب ایکٹ XII، سال 1948 کی دفعہ 11 میں ہونے والی "کچھ بھی کیا گیا" کی اصطلاح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی شخص نے مشرقی پنجاب مہاجرین (زمین کے دعووں کی رجسٹریشن) آرڈیننس VII، سال 1948 توضیعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کام کیا ہو۔ "کچھ بھی کیا گیا" کی اصطلاح آرڈیننس کے ذریعے یا اس کے تحت دیے گئے اختیارات کے استعمال میں کیے گئے سرکاری کاموں سے مراد ہے۔

دنمل پرشوتم داس بنام بابو رام ((1935) آئی۔ایل۔آر۔58 الہ باد 495) ممتاز شدہ۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 61، سال 1953۔

فوجداری ترمیم نمبر 78 میں شملہ میں ریاست پنجاب کے لیے بااختیارِ عدالتِ عالیہ کے 7 اگست 1952 کے فیصلے اور حکم سے آئین ہند کے آرٹیکل 134 (1)(c) کے تحت اپیل۔ مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کے 20 جولائی 1951 کے حکم نامے پر نظر ثانی کے لیے ضلع مجسٹریٹ، جالندور کے ذریعے اپنے نمبر M.D-301 ریڈر 1 مورخہ 9 جنوری 1952 کے ساتھ رپورٹ کیے گئے کیس سے پیدا ہونے والے 1952 کا۔

ایس ایم سیکری، ریاست پنجاب کے ایڈوکیٹ جنرل (پورس اے مہتا اور پی جی گوکھلے، ان کے ساتھ) اپیل کنندہ کی طرف سے۔

جواب دہندہ کے لیے این ایس بندرا۔

20.1954 اکتوبر۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس مکھر جیہ نے سنایا۔

یہ اپیل، جو ہمارے سامنے آئین کے آرٹیکل 134 (1)(c) کے تحت ریاست پنجاب کی عدالت عالیہ کی جانب سے شملہ میں دیے گئے سرٹیفکیٹ پر آئی ہے، قانون کا ایک مختصر نقطہ پیش کرتی ہے۔ 3 مارچ 1948 کو ایک آرڈیننس (آرڈیننس نمبر۔ VII، سال 1948) کو مشرقی پنجاب کے گورنر نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 88 کے تحت توضیعات کیا تھا، جس میں مشرقی پنجاب کے پناہ گزینوں کے زمین کے دعووں کے اندراج کے لیے دفعات بنائے گئے تھے۔ 17 مارچ 1948 کو مدعاعلیہ، موہر سنگھ، جو مغربی پاکستان سے مہاجر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے، نے اس آرڈیننس توضیعات کے مطابق دعوی دائر کیا، جس میں کہا گیا کہ اس کے پاس مغربی پنجاب کے ضلع میاں ولی میں 104 کنال کی اراضی ہے۔ یکم اپریل 1948 کو اس آرڈیننس کو منسوخ کر دیا گیا اور ایکٹ XII، سال 1948 (جسے اس کے بعد 'ایکٹ' کہا جاتا ہے) کو مشرقی پنجاب قانون سازیہ نے منسوخ شدہ آرڈیننس کی تمام دفعات کو دوبارہ توضیعات کرتے ہوئے منظور کیا۔ مدعاعلیہ کی طرف سے دائر کیے گئے دعوے کی مناسب وقت پر تفتیش کی گئی اور تفتیش کے بعد یہ پایا گیا کہ اس کا دیا ہوا بیان بالکل غلط تھا اور در حقیقت مغربی پاکستان میں اس کی کوئی زمین نہیں تھی۔ اس کے بعد، 13 مئی 1950 کو ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت اس کے خلاف مقدمہ شروع کیا گیا، جو کسی بھی شخص کے لیے ایکٹ کے

تحت اپنے دعوے کے حوالے سے کوئی بھی ایسی معلومات پیش کرنا جرم بناتا ہے جو جھوٹی ہو۔ ملزم کا مقدمہ ایس جسپال سنگھ، مجسٹریٹ، فرسٹ کلاس، جالندور نے چلایا، جس کے سامنے اس نے اپنا جرم قبول کیا اور رحم کی التجا کی۔ مقدمے کی سماعت کرنے والے مجسٹریٹ نے 20 جولائی 1951 کے اپنے حکم کے ذریعے مدعاعلیہ کو ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے عدالت شروع ہونے تک قید اور 120 روپے جرمانے کی سزا سنائی، جس کی خلاف ورزی پر اسے ایک ماہ کی سخت قید کا سامنا کرنا پڑا۔

جالندور کے ضلع مجسٹریٹ نے سزا کو ناکافی سمجھا اور کیس بھیج دیا۔ مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 438 کے تحت شملہ میں عدالت عالیہ کو اس سفارش کے ساتھ کہ ملزم کو روک تھام کی سزا دی جاسکتی ہے۔'یہ معاملہ سب سے پہلے اس عدالت واحد جج کے سامنے آیا اور مدعاعلیہ کی جانب سے ایک ابتدائی نقطہ اٹھایا گیا کہ اسے ایکٹ توضیعات کے تحت مجرم قرار دینا ٹرائنگ مجسٹریٹ کے اختیار میں نہیں تھا، کیونکہ یہ جرم آرڈیننس کے خلاف ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے کیا گیا تھا اور آرڈیننس ختم ہونے کے کافی عرصے بعد استغاثہ شروع کیا گیا تھا۔ اس نکتے پر عدالتی رائے کے تنوع کو مدنظر رکھتے ہوئے سنگل جج نے اس معاملے کو ڈویژن بنچ کے فیصلے کے لیے بھیج دیا۔ ڈویژن بنچ تشکیل دینے والے فاضل ججوں نے مدعاعلیہ کی جانب سے اٹھائی گئی دلیل کو قبول کر لیا، اور 7 اگست 1952 کے اپنے فیصلے کے ذریعے مدعاعلیہ کی سزا اور ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت اس پر عائد سزا کو کالعدم قرار دے دیا۔ یہ اس فیصلے کے خلاف ہے کہ موجودہ اپیل ریاست پنجاب کی طرف سے اس عدالت میں لی قابل ہے۔

یہ متنازعہ نہیں ہے کہ مدعاعلیہ نے آرڈیننس کی دفعات کے تحت اپنے دائر کردہ دعوے کے حوالے سے ایک ایسی معلومات پیش کی جو غلط تھی اور یہ کہ اس طرح کا عمل آرڈیننس کی دفعہ 7 کے تحت جرم کے طور پر قابل سزا تھا۔ تاہم آرڈیننس کو دعوی دائر کرنے کے فوراً بعد منسوخ کر دیا گیا اور اس کی جگہ اس ایکٹ نے لے لی جس میں آرڈیننس کی تمام توضیعات شامل تھیں۔ عدالت عالیہ نے مدعاعلیہ کے حق میں کیس کا فیصلہ کرتے ہوئے اس بنیاد پر پیش قدمی کی کہ چونکہ ایکٹ XII، سال 1948 اس تاریخ پر موجود نہیں تھا جب مدعاعلیہ کی طرف سے دعوی دائر کیا گیا تھا، اس لیے اسے ممکنہ طور پر کسی ایسے قانون کے تحت جرم کا مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا جو جرم کے وقت نافذ نہیں

تھا۔ ریاستی حکومت نے جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 6 کی توضیعات کا استعمال کرتے ہوئے اس دلیل کو پورا کرنے کی کوشش کی جو پنجاب جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 4 کی طرح ہی ہے۔ جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 6 کسی قانون کی منسوخی کے اثرات کو بیان کرتی ہے۔۔ دفعہ اس طرح چلتا ہے:

"6. جہاں یہ ایکٹ یا کوئی مرکزی ایکٹ یا اس ایکٹ کے آغاز کے بعد بنایا گیا ضابطہ، کسی بھی قانون سازی کو منسوخ کرتا ہے۔ اب تک یا اس کے بعد کیا جانا ہے، تب، جب تک کہ کوئی مختلف ارادہ ظاہر نہ ہو، منسوخی نہیں ہو گی---

....

(c) اس طرح منسوخ کردہ کسی قانون کے تحت حاصل کردہ، جمع شدہ یا ہونے والے کسی بھی حق، استحقاق، ذمہ داری یا ذمہ داری کو متاثر کرتا ہے۔ یا

(d) اس طرح منسوخ کیے گئے کسی قانون کے خلاف کیے گئے کسی جرم کے سلسلے میں ہونے والے کسی جرمانے، ضبطی یا سزا کو متاثر کرے گا؛ یا

(e) اس طرح کے کسی بھی حق، استحقاق، ذمہ داری کے سلسلے میں کسی بھی تحقیقات، قانونی کارروائی یا علاج کو متاثر کرتا ہے۔ ذمہ داری، سزا، ضبطی یا سزا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

جنرل کلاز ایکٹ میں اس شق کی طاقت پر ریاست کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ آرڈیننس کی منسوخی کسی بھی طرح سے مدعا علیہ کی طرف سے آرڈیننس کی توضیعات کے خلاف کیے گئے جرم کے سلسلے میں پہلے سے عائد ذمہ داری اور اس کے نتیجے میں کسی جرمانے یا سزا کو متاثر نہیں کر سکتی۔

عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے اس دلیل کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 6 کو صرف اس صورت میں راغب کیا جا سکتا ہے جب کسی ایکٹ یا ضابطے کو آسان بنایا جائے لیکن اس وقت نہیں جب موجودہ معاملے کی طرح منسوخی کے بعد دوبارہ قانون سازی کی جائے۔ منسوخی ایکٹ، اس کی نشاندہی کی گئی ہے، آرڈیننس کی توضیعات کو مکمل طور پر دوبارہ پیش کرتا ہے، لیکن اس میں کہیں بھی یہ فراہم نہیں کیا گیا ہے کہ "جب آرڈیننس نافذ تھا، اس کی منسوخی کے بعد سزا دی جا سکتی تھی۔ ایکٹ کے دفعہ 11 کی زبان، جس میں اس کی بچت توضیعات شامل ہیں، اس بات کی نشاندہی نہیں کرتی ہے کہ آرڈیننس کے نافذ ہونے کے دوران ہونے والی فوجداری ذمہ داری اس کے

ختم ہونے کے بعد بھی جاری رہے گی۔ یہ اس نظریے کی صداقت ہے جسے پہلے بھی چیلنج کیا جا چکا ہے۔ ہمیں اس اپیل میں۔

یہ متنازعہ نہیں ہے کہ موجودہ معاملے میں مدعاعلیہ کے خلاف مقدمہ آرڈیننس کی متعلقہ شق کے تحت نہیں بلکہ ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت شروع کیا گیا تھا۔ یہ جرم ایک ایسے وقت میں کیا گیا تھا جب ایکٹ نافذ نہیں تھا اور ظاہر ہے کہ کسی شخص پر کسی قانون کے تحت مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا تھا یا سزا نہیں دی جا سکتی تھی جو جرم کرنے کے بعد وجود میں آیا تھا۔ لیکن یہ اپنے آپ میں کوئی سنگین دشواری پیدا نہیں کر سکتا ہے، کیونکہ عدالت پاس، ایکٹ کے تحت ملزم کی سزا کو آرڈیننس کے تحت تبدیل کرنے کا کافی اختیار ہو گا جس میں شامل ہے۔ اسی طرح کی شق، بشرطیکہ آرڈیننس کو منسوخ کرنے کے بعد اس پر مقدمہ چلایا جا سکے اور اسے سزا دی جا سکے، اور یہ وہ مادی نقطہ ہے جس پر اس معاملے میں غور کرنے کی ضرورت ہے۔

انگلینڈ کے قانون کے تحت، جیسا کہ یہ انٹرپریٹیشن ایکٹ، سال 1889 سے پہلے تھا، کسی قانون کو منسوخ کرنے کا اثر پارلیمنٹ کے ریکارڈ سے اسے مکمل طور پر مٹا دینا کہا جاتا تھا گویا کہ یہ کبھی منظور نہیں ہوا تھا، سوائے ان اقدامات کے مقصد کے، جن کا آغاز کیا گیا، مقدمہ چلایا گیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا گیا جب کہ یہ ایک موجودہ قانون تھا([1])۔ لہذا بغیر کسی بچت کی شق کے منسوخی کسی بھی کارروائی کو تباہ کر دے گی چاہے وہ ابھی شروع نہیں ہوئی ہو یا منسوخی ایکٹ کے نفاذ کے وقت زیر التواء ہو اور پہلے سے ہی حتمی فیصلے کے لیے مقدمہ نہیں چلایا گیا ہو تاکہ ایک ذاتی حق پیدا ہو([2])۔ اس طرح کے نتائج کو روکنے کے لئے انگلینڈ میں ایک روایت وجود میں آئی کہ منسوخی کے قانون میں بچت کی شق شامل کی جائے تاکہ منسوخ شدہ قانون کے تحت پہلے سے حاصل کردہ یا ادا کیے گئے حقوق اور ذمہ داریوں کو محفوظ رکھا جا سکے۔ بعد میں، ہر موقع پر بچت کی شق شامل کرنے کی ضرورت کو ختم کرنے کے لئے، تشریح ایکٹ، سال 1889 میں دفعہ 38(2) شامل کیا گیا تھا، جس میں کہا گیا ہے کہ منسوخی، جب تک کہ مخالف ارادہ ظاہر نہ ہو، منسوخ شدہ قانون سازی کے پچھلے عمل یا اس کے تحت کی گئی کسی بھی چیز اور کسی بھی تحقیقات کو متاثر نہیں کرتی ہے، منسوخ شدہ ایکٹ کے تحت کسی بھی حق، ذمہ داری اور جرمانے کے سلسلے میں قانونی کارروائی یا علاج قائم، جاری یا نافذ کیا جا سکتا ہے جیسے منسوخی ایکٹ منظور

نہیں کیا گیا تھا۔ جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 6، جیسا کہ سب جانتے ہیں، انگلینڈ کے انٹرپریٹیشن ایکٹ کے دفعہ 38(2) کی طرح ہے۔

جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 30 کے تحت، جو پنجاب ایکٹ کی دفعہ 27 سے مطابقت رکھتی ہے، ایکٹ کی توضیعات آرڈیننس پر بھی لاگو ہوتی ہیں۔ یقیناً، ایکٹ کے دفعہ 6 میں بیان کردہ نتائج صرف اس صورت میں لاگو ہوں گے جب کسی قانون کی طاقت رکھنے والے قانون یا ضابطے کو حقیقت میں منسوخ کر دیا جائے۔ اس کا کوئی اطلاق نہیں ہوتا جب کوئی قانون، جو عارضی نوعیت کا ہوتا ہے، وقت کے بہاؤ سے خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ موجودہ معاملے میں آرڈیننس بلاشبہ ایک عارضی قانون تھا لیکن یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ جس مدت کے دوران اسے جاری رکھنا تھا اس کی میعاد ریپلنگ ایکٹ کے منظور ہونے تک ختم نہیں ہوئی تھی۔ لہذا منسوخی ایک موثر تھی جو عام طور پر جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 6 کے عمل کو راغب کرتی تھی۔ اس طرح تنازعہ اس مختصر نقطہ تک محدود ہو جاتا ہے کہ آیا آرڈیننس کی منسوخی کے بعد دوبارہ قانون سازی کی حقیقت جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 6 توضیعات کو موجودہ معاملے پر لاگو نہیں کرے گی۔

عدالت عالیہ نے، اس نظریے کی حمایت میں جو اس نے لیا، دنمل پرشوتم داس بنام بابو رام (1) میں سلیمان چیف جسٹس کے کچھ مشاہدات پر بہت زیادہ انحصار کیا۔ اس کیس 1 میں اٹھایا گیا سوال یہ تھا کہ آیا کسی غیر اندراج شدہ فرم کی طرف سے کسی تیسرے فریق کے خلاف مقدمہ، دفعہ 69 کے نفاذ کے بعد: شراکتداری ایکٹ، ایکٹ کے دفعہ 74(b) میں موجود بچت کی شق کے باوجود اس دفعہ کے ذریعے روک دیا جائے گا۔ چیف جسٹس نے اس نکتے پر کچھ شکوک و شبہات محسوس کیے اور یہ مؤقف اختیار کرنے کی طرف مائل تھے کہ دفعہ 74(b) مقدمہ ایل کو بچانے کے لیے کام کرے گی حالانکہ اس کے ذریعے نافذ کیا جانے والا حق ایکٹ کے آغاز سے پہلے حاصل ہوا تھا؛ لیکن آخر کار انہوں نے اپنے ساتھی سے اتفاق کیا اور کہا کہ دفعہ 69 مقدمے کو روک دے گی۔ شراکتداری ایکٹ کے دفعہ 74(2) کی دفعات پر بحث کرتے ہوئے، اپنے فیصلے کے دوران، فاضل چیف جسٹس نے جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 6(e) سے مشابہت کے ذریعے حوالہ دیا اور صفحہ 504 پر مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

"ایسا لگتا ہے کہ دفعہ 6(e) کا اطلاق صرف ان معاملات پر ہو گا جہاں پچھلے قانون کو محض منسوخ کر دیا گیا ہو اور اس کی جگہ لینے کے لیے کوئی نئی قانون سازیہ نہ ہو۔ جہاں کسی پرانے قانون کو محض منسوخ کر دیا گیا ہے، تب منسوخی حاصل کردہ کسی بھی سابقہ حق کو متاثر نہیں کرے گی اور نہ ہی اس سے پہلے حاصل کردہ حق کے سلسلے میں بعد میں قائم کیے گئے مقدمے کو بھی متاثر کرے گی۔ لیکن جہاں کوئی نیا قانون ہے جو نہ صرف پرانے قانون کو منسوخ کرتا ہے، بلکہ پرانے قانون کی جگہ لے لیتا ہے، تو جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 6(e) لاگو نہیں ہوتی، اور ہمیں خود نئے ایکٹ توضیعات سے پیچھے ہٹنا پڑے گا۔

یہ مشاہدات بلاشبہ محض من گھڑت قول سے بالاتر نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ مقدمے کے مقاصد کے لیے بالکل ضروری نہیں تھے، حالانکہ بلاشبہ وہ بڑے احترام کے حقدار ہیں۔ سلیمان چیف جسٹس کے اس قول قرارداد کرتے ہوئے پنجاب کی عدالت عالیہ نے موجودہ معاملے میں اپنے فیصلے میں مشاہدہ کیا ہے کہ جہاں سادہ منسوخی ہوتی ہے اور قانون سازیہ نے یا تو پرانے مجرموں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے معاملے پر اپنا خیال نہیں دیا ہے، یا اس سوال سے متعلق کسی شق کو نادانستہ طور پر خارج کر دیا گیا ہے، تو بلاشبہ جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 6 کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے گا۔ لیکن اس طرح کی نادانی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا جہاں اس موضوع پر کوئی نئی قانون سازیہ کی گئی ہو اور اگر نیا ایکٹ اس معاملے سے نمٹتا نہیں ہے، تو یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ قانون سازیہ پرانے ایکٹ کے تحت ہونے والی ذمہ داری کو زندہ رکھنے کے لیے مناسب نہیں سمجھا۔ ہماری رائے میں اس سوال پر عدالت عالیہ کا نقطہ نظر بالکل درست نہیں ہے۔ جب بھی کسی قانون سازی کی منسوخی ہوتی ہے، جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 6 میں طے شدہ نتائج اس وقت تک آئیں گے جب تک کہ، جیسا کہ دفعہ خود کہتا ہے، کوئی مختلف ارادہ ظاہر نہ ہو۔ سادہ منسوخی کی صورت میں اس کے برعکس رائے کے اظہار کے لیے شاید ہی کوئی گنجائش ہو۔ لیکن جب منسوخی کے بعد اسی موضوع پر نئی قانون سازی کی جائے گی تو ہمیں بلاشبہ نئے ایکٹ کی توضیعات پر غور کرنا پڑے گا، لیکن صرف اس مقصد کے لیے کہ آیا وہ کسی دوسرے ارادے کی نشاندہی کرتے ہیں یا نہیں۔ تفتیش کا طریقہ یہ نہیں ہو گا کہ آیا نیا ایکٹ واضح طور پر پرانے حقوق اور ذمہ داریوں کو زندہ رکھتا ہے یا نہیں بلکہ یہ ان کو تباہ کرنے کے ارادے کو ظاہر کرتا ہے۔ لہذا ہم اس وسیع

تجویز کو قبول نہیں کر سکتے کہ جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 6 کو مسترد کر دیا جاتا ہے جب کسی قانون سازیہ کی منسوخی ہوتی ہے جس کے بعد ایک نئی قانون سازیہ ہوتی ہے۔ دفعہ 6 ایسے معاملات میں بھی لاگو ہوگی، جب تک کہ نئی قانون سازیہ دفعہ توضیعات سے مطابقت نہ رکھنے یا اس کے خلاف کوئی ارادہ ظاہر نہ کرے۔ اس طرح کی مطابقت کا پتہ نئے قانون کی تمام متعلقہ دفعات پر غور کر کے لگانا ہوگا اور بچت کی توضیعات محض عدم موجودگی بذات خود مادی نہیں ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں اب ہم موجودہ کیس کے حقائق کا جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔

مدعاعلیہ کی طرف سے کیا گیا جرم جھوٹا دعوی دائر کرنے پر مشتمل تھا۔ دعوی آرڈیننس کی دفعہ 4 کی توضیع کے مطابق دائر کیا گیا تھا اور آرڈیننس کی دفعہ 7 کے تحت، کسی دعوے کے حوالے سے کوئی بھی غلط معلومات قابل سزا جرم تھی۔ عدالت عالیہ یقینی طور پر یہ فیصلہ دینے میں درست ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 11 آرڈیننس کے تحت دائر دعوے کو ایکٹ کے تحت دعوی نہیں بناتی ہے تاکہ دفعہ 7 کے عمل کو راغب کیا جا سکے۔ ایکٹ کا دفعہ 11 درج ذیل شرائط میں ہے:

"مشرقی پنجاب پناہ گزین (زمین کے دعووں کی رجسٹریشن) آرڈیننس نمبر VII، سال 1948 کو اس طرح منسوخ کر دیا جاتا ہے اور مذکورہ آرڈیننس کے ذریعے یا اس کے تحت دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کی گئی کوئی بھی قواعد، جاری کردہ اطلاعات، کی گئی کوئی بھی کارروائی، اس ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کی گئی، جاری کی گئی، کی گئی یا کی گئی سمجھی جائے گی گویا یہ ایکٹ 3 مارچ 1948 کو نافذ ہوا تھا۔

ہم عدالت عالیہ سے اتفاق کرتے ہیں کہ دفعہ میں ہونے والے اظہار "کچھ بھی کیا گیا" کا مطلب آرڈیننس کی توضیعات کی خلاف ورزی میں کسی شخص کے ذریعے کیا گیا عمل نہیں ہے یا اس میں شامل نہیں ہے۔ یہ دفعہ جس چیز پر غور کرتا ہے اور اسے زندہ رکھتا ہے وہ قواعد، اطلاعات یا دیگر سرکاری کام ہیں جو آرڈیننس کے ذریعے یا اس کے تحت دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کیے گئے ہیں اور ان اختیارات کا ذکر ایکٹ کے کئی حصوں میں کیا گیا ہے۔ لیکن اگرچہ دعوی درج کرنا ایکٹ کی دفعہ 11 کے دائرہ کار میں نہیں آتا ہے، لیکن ہماری رائے ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 4 کی شق واضح طور پر ظاہر کرتی ہے کہ آرڈیننس کے تحت دائر کیے گئے دعوے کو ایکٹ کے تحت دائر کیے گئے دعوے کے طور پر مانا

جائے گا جس کے تمام نتائج منسلک ہوں گے۔ ایکٹ کی دفعہ 4 زمین کے دعووں کے اندراج کے لیے فراہم کرتی ہے۔ پہلا ذیلی دفعہ بتاتا ہے کہ دعوی کیسے دائر کیا جائے۔ اس کے ساتھ منسلک شق میں کہا گیا ہے کہ "ایک پناہ گزین جس نے پہلے آرڈیننس VII، سال 1948 کے تحت اس طرح کا دعوی درج کرنے کے قابل کسی اور اتھارٹی کو دعوی پیش کیا ہے، وہ اسی زمین کے سلسلے میں رجسٹرنگ آفیسر کو دوسرا دعوی پیش نہیں کرے گا۔" اس طرح کے دعوے کو ایکٹ کے تحت ایک دعوے کے طور پر شمار اور اندراج کیا جائے گا اور ایک بار اس کے ساتھ ایسا سلوک ہونے کے بعد، جیسا کہ ایکٹ میں بیان کیا گیا ہے، دعوی دائر کرنے سے منسلک واقعات اور ضمنی واقعات کی لازمی طور پر پیروی کی جانی چاہیے۔ دعوے کی سچائی یا جھوٹ کی جانچ معمول کے مطابق کی جانی چاہیے اور اگر یہ پایا جاتا ہے کہ دعویدار کی طرف سے دی گئی معلومات غلط ہیں تو اسے یقینی طور پر ایکٹ کی دفعہ 7 اور 8 میں بتائے گئے طریقے سے سزا دی جا سکتی ہے۔ اگر ہم یہ مانتے ہیں کہ آرڈیننس کے تحت دائر کیے گئے دعوے کی صورت میں ایکٹ میں موجود تعزیراتی دفعات کو راغب نہیں کیا جا سکتا، تو نتائج بے ضابطہ ہوں گے اور یہاں تک کہ اگر کسی جھوٹے دعوے کی بنیاد پر کوئی پناہ گزین اپنے حق میں الاٹمنٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے، تو اس طرح کی الاٹمنٹ کو ایکٹ کی دفعہ 8 کے تحت منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دفعہ 4، 7 اور 8 توضیعات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قانون سازیہ کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ آرڈیننس کے تحت دائر کیے گئے دعووں کے حوالے سے حقوق اور واجبات ایکٹ کی منظوری پر ختم ہو جائیں، اور یہ مؤقف اختیار کرنے کے لیے کافی ہے کہ موجودہ معاملہ جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 6 کے نفاذ کو راغب کرے گا۔ اس بات کی نشاندہی کی جا سکتی ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 11 کسی حد تک بے ہودہ الفاظ پر مشتمل ہے اور اس میں ایسے تاثرات کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے جو عام طور پر قوانین کو منسوخ کرنے کے لیے منسلک شقوں کو بچانے میں استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ ہمارے غور کے لیے اوپر کہا گیا ہے کہ آیا یہ ایکٹ کسی ایسے ارادے کو ظاہر کرتا ہے جو آرڈیننس کے تحت حاصل کردہ یا ہونے والے حقوق اور واجبات کے تسلسل سے مطابقت نہیں رکھتا ہے اور ہماری رائے میں اس سوال کا جواب منفی میں دینا ہو گا۔

پنجاب کے ایڈووکیٹ جنرل نے کچھ امریکی حکام کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی ہے جن کا خیال ہے کہ بیک وقت منسوخی اور دوبارہ قانون سازی کی صورت میں، دوبارہ قانون سازی کو پرانے قانون کی توثیق سمجھا جانا چاہیے اور منسوخ شدہ قانون توضیعات جو اس طرح دوبارہ نافذ کی گئی ہیں بلا تعطل نافذ رہیں گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نکتے پر امریکہ میں عدالتی رائے بالکل یکساں نہیں ہے اور ہم اس پر کوئی رائے ظاہر کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 6 کی توضیعات، ہماری رائے میں، منسوخی کے معاملے پر لاگو ہوں گی چاہے بیک وقت قانون سازی ہو جب تک کہ نئے قانون سازی سے کوئی متضاد ارادہ حاصل نہ کیا جا سکے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور عدالت عالیہ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ ایڈووکیٹ جنرل مدعا علیہ کی سزا میں اضافے کے لیے دباؤ نہیں ڈالتا۔ نتیجتاً عدالت عالیہ کے لیے یہ غیر ضروری ہے کہ وہ ضلع مجسٹریٹ، جالندور کی طرف سے اس کے حوالے کی مزید سماعت کرے۔ مدعا علیہ کو مقدمے کی سماعت کرنے والے مجسٹریٹ کی طرف سے پہلے ہی دی گئی سزا برقرار رہے گی اور اگر 120 روپے کا جرمانہ پہلے ہی ادا نہیں کیا گیا ہے تو اسے اب ادا کیا جائے گا۔ نادہندہ کو ایک ماہ کے لیے سخت قید کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔